۳/۳

106

ہفت روزہ

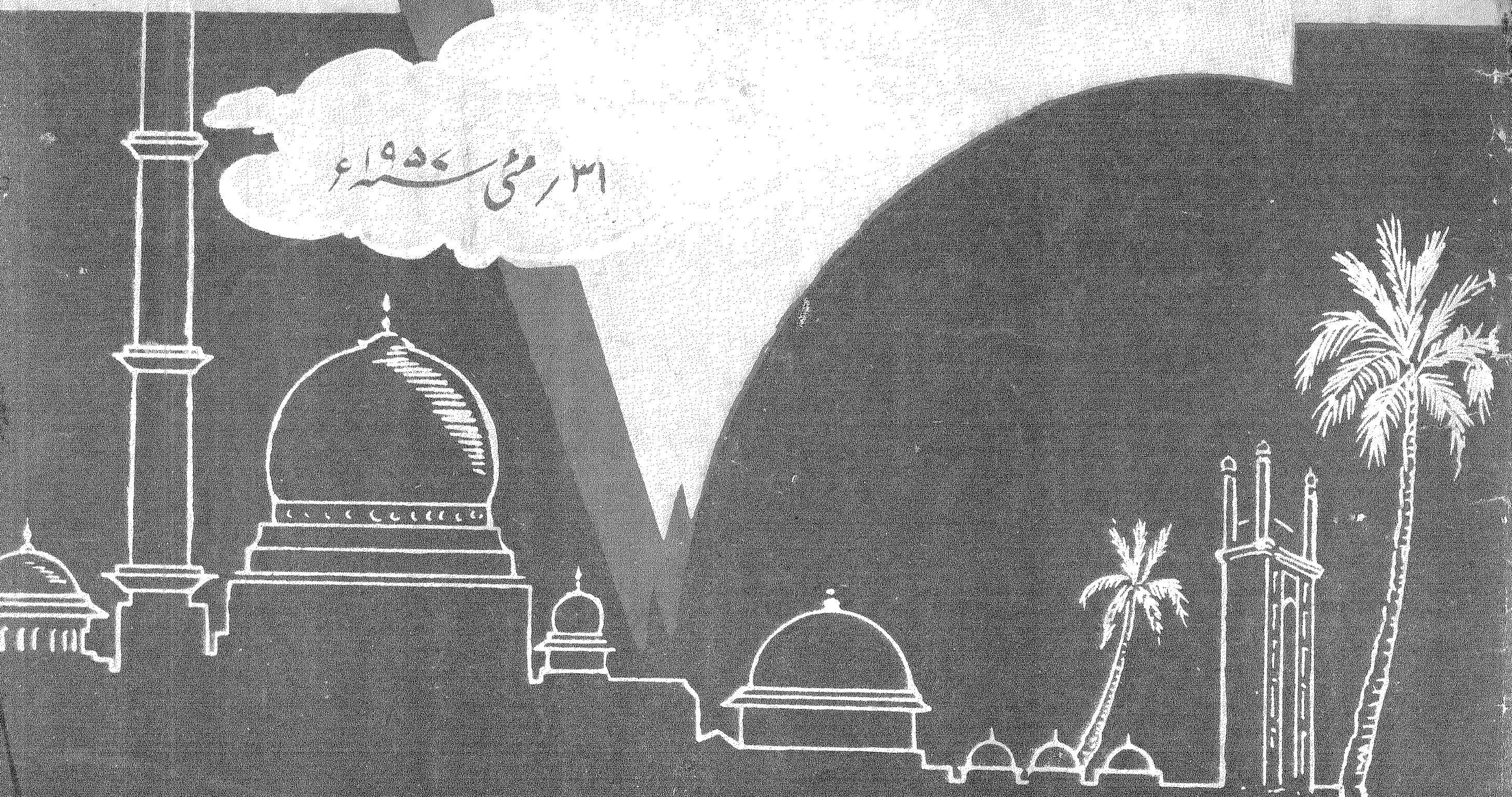
خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

مجاہدینِ الجزائر کے نام

(از جناب راسخ عرفانی)

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملّت کے پاسبانو!

(۱)

خدا کی جانب سے آگیا ہے شہادتوں کا پیام تم کو
خوشا مقدر کہ مل گئی ہے نوید عمرِ دوام تم کو
ملا ہے اس کی نوازشوں سے یہ کتنا اونچا مقام تم کو

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاض ملّت کے پاسبانو!

(۲)

ذلیل قومیں، جو رزم گہ میں تمہارا ارزاں لہو کرینگی
تمہارے پاکیزہ اور مقدس لہو سے حوریں وضو کرینگی
تمہاری نسلیں بڑی حقارت سے ذکر جورِ عدو کرینگی

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملّت کے پاسبانو!

(۳)

تمہارے جائز مطالبوں کو فرنگی کیسے دبا سکے گا
تمہاری جُرأت تمہاری عظمت کو کون نیچا دکھا سکے گا
تمہارے نام ونشاں کو ظالم جہاں سے کیسے مٹا سکے گا

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملّت کے پاسبانو!

(۴)

تمہاری ہمّت کی رفعتوں سے قضا کی ہمّت بھی پست ہوگی
تمہاری آنکھوں کی مستیوں سے عروسِ افرنگ مست ہوگی
تمہارے ہاتھوں یقین جانو! ستمگروں کو شکست ہوگی

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملّت کے پاسبانو!

(۵)

تمہارا شہباز دل رہے گا اسیرِ دامِ الم کہاں تک
تمہاری گردن پہ جاں نثارو چلے گی تیغِ ستم کہاں تک
تمہاری سرسبز وادیوں پر گرینگے دشمن کے بم کہاں تک

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملت کے پاسبانو!

(۶)

تمہاری تلوار توڑ ڈالے گی دشمنوں کا غرور آخر
ہوس پرستوں کے سر جھکیں گے تمہارے رب کے حضور آخر
تمہارا پائے ثبات چومے گی کامرانی ضرور آخر

اے الجزائر کے نوجوانو!
ریاضِ ملّت کے پاسبانو!

ہفت روزہ خُدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۳۰ ۔شوال المکرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۱ ۔مئی ۱۹۵۷ء | شمارہ ۳

منصوبہ بندی کی فی الفور ضرورت ہے

قارئین کرام جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں زرعی پیداوار بڑی سرعت سے کم ہو رہی ہے۔ چند سال پیشتر گندم بیرونی ممالک سے زرعی سال کے اختتام کے قریب محض قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے درآمد کی گئی تھی لیکن امسال نئی فصل کے ساتھ ساتھ ہی یہ بتا دیا گیا ہے۔ کہ ہمیں کم از کم تیرہ لاکھ ٹن گندم اور آٹھ لاکھ ٹن چاول کی ضرورت ہوگی، یہ چیزیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا زرمبادلہ اب اناج وغیرہ کی خرید پر خرچ ہوگا۔ اگرچہ اناج کی قلت میں نہری پانی کی کمی، کثرت آبادی وغیرہ کو بھی دخل حاصل ہے۔ لیکن اصل خرابی ہماری حکومت کی ناقص زرعی پالیسی کی وجہ سے ہے۔ اور ہماری شب و روز متغیر سیاست ملکی معاملات پر بُری طرح اثر انداز ہو رہی ہے۔

ملک میں نہ زمین کی کمی ہے نہ کاشتکاروں کی، پانی کی کمی کو دُور کرنے کے لئے بڑے بڑے نہری پراجیکٹ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ جن کی تعمیر پر لاکھوں ایکڑ اراضی مزید سیراب ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ زرعی نظام زمانہ حال کے تقاضوں کو پُورا نہیں کرتا۔ اس لئے گندم یا تو ضرورت کے موافق پیدا نہیں کی جاتی یا اگر پیدا ہوتی بھی ہے تو ذخیرہ اندوزوں کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اور ملک کی اکثریت حکومت کی دست نگر ہو جاتی ہے۔ اور حکومت درآمد کرکے لوگوں کا پیٹ پالتی ہے۔ فوری طور پر جامع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ تاکہ گندم کی کمی بتدریج کم ہو۔ اور آبپاشی کی نئی سکیموں سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جائے۔ اناج کی درآمد قطعاً بند ہو جائے۔ بلکہ اس کے عوض وہ مشینری اور زرعی آلات دساور سے منگوائے جائیں۔ جو زرعی پیداوار میں افزونی کا باعث ہوسکیں۔

سیاسی کشمکش

مغربی پاکستان میں وزارت سازی کی کشمکش جاری ہے۔ محروم وزارت سیاسی جماعتیں سرتوڑ کوشش کر رہی ہیں۔ کہ جائز و ناجائز وسائل سے وزارت مل جائے۔ ریپبلکن پارٹی نے اعلان کیا تھا کہ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن وزیر اعظم نے جب باور نہ کیا اور نہ کیا مسلم لیگ کے رہنماؤں کو شرف باریابی بخشا تو اول الذکر جماعت میں جو مفاد پرست لوگ تھے وہ اب وزیر اعظم کی جماعت عوامی لیگ کا رُخ کر رہے ہیں۔ کیونکہ اب ریپبلکن پارٹی ان کے لئے سودمند نہیں رہی۔ ادھر مسلم لیگ جو کل نیشنل اسمبلی میں عوامی لیگ کو مخلوط انتخابات کے سوال پر بے ملاحیاں سُنا رہی تھی اب اس لئے سجدہ سہو کے لئے تیار ہوگئی ہے کہ شاید ملک کے مغربی حصّہ اور مرکز میں عوامی لیگ۔ مسلم لیگ کولیشن حکومت کا انہیں چانس مل جائے۔

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں یہ ہے ۵۸ء کے پہلے پاکستانی جنرل انتخابات کا پس منظر۔ ہر جماعت کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ انتخابات قریب آ رہے ہیں۔ اس لئے اقتدار کے حصول کی سرتوڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ انتخابات کے موقع پر اقتدار حاصل ہونے کی صورت میں ذاتی یا جماعتی مفاد زیادہ سے زیادہ حاصل کیا جائے۔ عوامی خدمت ہماری سیاست کے ذہن میں سے نکل چکی ہے۔ ورنہ وزارتیں حاصل کرنے کی بجائے عوام سے رجوع کیا جاتا۔ اور مخلوق راضی بہ خدمت کے اصول کو ایک موقع ملنے والا ہے (خدا کرے وہ وقت مقررہ پر مل جائے۔) ہمیں اس سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ موجودہ سیاسی برسر اقتدار طبقہ مجموعی اعتبار سے ناکام ہو چکا ہے۔ عوام کی لاپرواہی اور خود فراموشی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مفاد پرست لوگ ہم پر مسلّط ہوگئے تھے۔ اگر ہم نے وقت معینہ پر ان کے تسلّط کا جُوا اُتار پھینکا اور صحیح قومی کارکنوں کو موقع دیا تو اس ملک میں انشاءاللہ سیاسی صحت مندی کے آثار پیدا ہو سکتے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ

مشرق وسطیٰ میں اشتراکیت اور سامراجی طاقتوں کی زور آزمائی جاری ہے۔ اگر مغربی طاقتوں نے میثاقِ بغداد کے تحت چند اسلامی ممالک کو رام کیا ہے تو روس بھی مصر و شام کو ہموار کرکے اپنا اقتدار قائم رکھنا اور بڑھانا چاہتا ہے۔ نہر سویز کے قضیہ میں مصر بظاہر فتحمند معلوم ہوتا ہے۔ تاہم ایک طرف مغربی دُنیا اس سے برافروختہ ہے تو دوسری طرف خود اس کے ہمسایہ عربی ممالک عراق و سعودی عرب وغیرہ اس کے ہمنوا نہیں۔ اس حقیقت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ اشتراکیت ہو یا سرمایہ دارانہ نظام حکومت ان میں سے کوئی بھی اگر مجبور و مقہور ملک کی امداد پر آمادہ ہوتا ہے۔ تو اپنی مطلب برآری ہر حالت میں اُن کے پیش نظر ہوتی ہے۔ اس صورت میں ان طاقتوں کی نہ دوستی میں کچھ فائدہ ہے نہ دشمنی میں۔ جہاں تک عربی ممالک کا تعلق ہے وہ جب تک آپس میں متحد نہیں ہوتے اُن کا آزاد کہلانا ہی دشوار ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ دشمن ملک اسرائیل یا انگریز یا فرانسیسیوں سے زیادہ مصر کو عراق سے خطرہ ہے۔ اور عراق شام روس کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ گھر کا نفاق سب سے زیادہ تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ عربی عوام خواہ وہ کہیں کے بھی باشندے ہوں ایک دوسرے سے محبّت رکھتے ہیں۔ لیکن خرابی عوام میں نہیں خواص میں ہے۔ کسی عربی ملک کا فرمانروا عرب دشمن عناصر کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے اور کسی عربی ملک کی نام نہاد جمہوریت غیر ملکی حلیہ سازوں کی ایجنٹ ہے۔ ایک رائے کے مطابق مشرق وسطیٰ میں امن ناممکن ہے لیکن عربوں کا آپس کا اتحاد نہ صرف سرخیاں کو باطل کر سکتا ہے بلکہ عربوں کو باعزّت زندگی بھی بخش سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳- شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۵۷ء

تمام گزشتہ قوموں میں عقلمند فقط وہ تھے جنہوں نے آسمانی کتابوں کی سرپرستی میں زندگی بسر کی

آج بھی عقلمند فقط وہ ہیں۔ جو قرآن مجید کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہے ہیں

عقلمند اور بیوقوف میں مابہ الامتیاز

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر مسلم اور غیر مسلم اس بات کو جانتا ہے کہ عقلمند وہ ہے جو کام کرنے سے پہلے سوچ لے۔ کہ مجھے اس کام کے کرنے سے بالآخر نفع ہوگا یا نقصان۔ اگر اس کام کے انجام میں نفع یا آرام یا عزت یا برکت ہو۔ تو اُسے کرتا ہے۔ اور اگر یہ اندازہ ہو کہ اس کام کا نتیجہ نقصان یا بے آرامی یا بے عزتی یا بربادی ہے۔ تو اس سے بچتا ہے۔ اور بیوقوف وہ ہے۔ جو نتیجے کا لحاظ کئے بغیر اندھا دھند اس کام کو کئے جائے۔ خواہ اس کا نتیجہ بے عزتی۔ بربادی اور تباہی کیوں نہ ہو

اکثر مسلمانوں میں ایک بری عادت

تقسیم ملک سے پہلے اکثر مسلمانوں میں ایک بُری عادت تھی۔ کہ اپنے اخراجات کو آمدنی کے موافق نہیں کرتے تھے۔ اس بے اعتدالی کا یہ نتیجہ تھا کہ مسلمان اکثر مقروض رہتے تھے۔ نچلا طبقہ تو بجائے خود رہا متوسط اور اونچا طبقہ بھی اس عادت میں مبتلا تھا۔ بعض مبصرین کا یہ بیان تھا۔ کہ مسلمان ایک ارب روپے کا مقروض ہے۔ جس کا ماہانہ سود اسے دس کروڑ ادا کرنا پڑتا ہے۔

پاکستان بننے کا ایک فائدہ

یہ ہوا۔ کہ مسلمان کے سر سے وہ سارا قرض اُتر گیا ہے۔ خدا کرے کہ مسلمان اس نعمت کی قدر کرے۔ اور آئندہ پھر کبھی قرض کی اس مصیبت میں مبتلا نہ ہونے پائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

حاصل

سابقہ سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ عقلمند آخری نتیجے کو مدنظر رکھ کر کام کرتا ہے اور بیوقوف فوری نفع کو دیکھتا ہے۔

گزشتہ قوموں کے عقلمندوں اور بیوقوفوں کے عبرتناک نتائج اعمال

نوح علیہ السلام کی قوم کے نتائج

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰىکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ ۝

سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بیشک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے۔ وہ بولے۔ ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

نوح کو ایمانداروں کے متعلق اطلاع

(وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور نوح کی طرف وحی کی گئی۔ کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا۔ پھر غم نہ کر۔ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو ایمان لانے والے تھے۔ وہ لا چکے ہیں۔ جو کچھ (یہ بیوقوف) کر رہے ہیں۔ اس پر مغموم نہ ہو۔

بیوقوف لوگ نوح پر ٹھٹھا کرتے ہیں

(وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ الْفُلْکَ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم

سے کشتی بنا۔ اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پہ ہنستے ہو۔ تو ہم بھی تم پہ ہنسیں گے جیسے تم ہنستے ہو۔ تمہیں جلدی معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس پر عذاب آتا ہے۔ جو اسے رسوا کریگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے ناعاقبت اندیش بیوقوف لوگ نوحؑ پہ ہنستے تھے۔ جو واقع میں ان کے خیرخواہ اور دوست تھے۔ مگر وہ احمق اپنے خیرخواہ کو بدخواہ اور دوست کو دشمن خیال کر رہے تھے۔

ناعاقبت اندیش اور بیوقوفوں پر عذاب کی گھڑی آگئی

(حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ۝)

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نر مادہ چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو مگر وہ جن کے متعلق (غرق ہونے کا) فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ناعاقبت اندیش بیوقوف لوگ سب غرق ہو گئے۔ اور نوح علیہ السلام کے ساتھ سوائے ایمانداروں کے اور کوئی انسان نہ بچا

یعنی

پیغمبر وقت پر ایمان لاکر اللہ تعالے کے احکام پر عمل کرنے والوں کے سوا اور کوئی نہ بچا۔

ہود علیہ السلام کی قوم کے نتائج

(وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ ...)

(وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ کہا۔ اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ ۔ ۔ ۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پہ خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

قوم کا جواب

(قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ کہا اے ہود تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں۔ کہ تجھے ہمارے کسی معبود نے بری طرح سے جھپٹ لیا ہے۔ کہا بیشک میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں۔ اور تم بھی گواہ رہو۔ کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں۔ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک کرتے ہو۔ سو تم سب مل کر میرے حق میں برائی کر دو۔ پھر مجھے مہلت نہ دو۔

عقلمند عذاب الٰہی سے بچ گئے اور بیوقوف عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے

(وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔

(سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ۝ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ۝) سورہ الحاقہ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی (اگر تو موجود ہوتا۔ تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا۔ ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

صالح علیہ السلام کی قوم کے نتائج

دعوت الی اللہ

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۝) سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ کہا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں زمین سے بنایا۔ اور تمہیں اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنیوالا۔

قوم میں سے بیوقوفوں کا جواب

(قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ۝)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی۔ کیا تم ہمیں ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو۔ کہ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔ اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے تو ہم بڑے شک میں ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا جن بتوں کی عبادت کرتے آئے ہیں۔ ہم ان کی عبادت چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں

والے - جلانے والے - ان کے باپ دادا کو اور انہیں پیدا کرنے والے معبود حقیقی کو چھوڑ کر ان بے جان بتوں کو پوجنے کی ترجیح دے رہے تھے۔

جن کے بیکار محض ہونے

کے متعلق اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے - پہلے انبیاء علیہم السلام کی رسالت سے گزشتہ بت پرست قوموں کو بھی یہی پیغام پہنچایا ہوگا۔

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ۞ سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ - کیا ان کے پاؤں ہیں - جن سے وہ چلیں - یا ان کے ہاتھ ہیں - جن سے وہ پکڑیں - یا ان کی آنکھیں ہیں - جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں - کہہ تو اپنے شریکوں کو پکارو - پھر میری برائی کی تدبیر کرو - پھر مجھے ذرا مہلت نہ دو۔

کیا ان لوگوں کی یہ حماقت اور بیوقوفی

نہیں ہے کہ اصلی معبود کو چھوڑ کر ایسے بیکار محض بتوں کی عبادت کرنے پر ضد کر رہے ہیں۔

ان لوگوں کی حماقت اور بیوقوفی کا نتیجہ

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۞ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۞ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ - پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا - تو ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا - اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی - بیشک تیرا رب وہی زور والا زبردست ہے - اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا - پھر صبح کو ...

خبردار ثمود پر پھٹکار ہے۔

انجام

یہ ہوا کہ وہ عقلمند طبقہ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا - اور ان کی دعوت پر لبیک کہی تھی - وہ تو بچ گئے - اور حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے سب کے سب عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

تینوں قوموں کے حالات پر تبصرہ

حضرت نوح علیہ السلام - حضرت ہود علیہ السلام - حضرت صالح علیہ السلام ان تینوں پیغمبروں کی قوموں کے صحیح حالات جو آپ سن چکے ہیں - ان کا خلاصہ یہ ہے - کہ جن بیوقوفوں نے انبیاء علیہم السلام کی راہ نجات سے روگردانی کی اور اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہو کر زندگی بسر کی - ان بدنصیب بے وقوفوں کو تین چیزیں حاصل ہوئیں - (۱) لعنت کی موت سے مرے - (۲) قیامت تک آنے والی نسل انسانی میں بدنام ہوتے رہیں گے جو نسل انسانی یکے بعد دیگرے پیدا ہوتی رہے گی - قرآن مجید کے اعلان کی بنا پر ان کے دلوں میں ان لوگوں سے نفرت پیدا ہوتی رہے گی - (۳) دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے کا ٹکٹ لے کر گئے ہیں۔

آج بھی انسانوں کے دو طبقے ہیں

پہلا عقلمند

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس بات کا یقین ہے کہ ہم خود نہیں پیدا ہوئے بلکہ ہمارا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہے - اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کوئی کام بے فائدہ اور فضول نہیں کرتا - اس عقیدہ کی بنا پر وہ اپنے متعلق سوچتے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا؟ اس کا جواب انہیں کلام الٰہی سے ملتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۞ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ۞ [illegible]

ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا - کہ وہ مجھے کھلائیں۔

اس عقلمند طبقہ کا طرز عمل

یہ ہے - الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۞ رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۞ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۞

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ - وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پہ لیٹے یاد کرتے ہیں - اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں، کہتے ہیں - اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا - تو سب عیبوں سے پاک ہے - سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا - اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا - سو تو نے اسے رسوا کیا - اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا - اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا - کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ - سو ہم ایمان لے آئے - اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے - اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے - اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے - اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے - اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر - بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا۔

اس طبقے کی زندگی کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ ان سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا - اللہ تعالےٰ کے حق پرست بندے راضی ہوں گے - چونکہ کسی کی حق تلفی اور دل آزاری نہیں کریں گے - اس لئے اللہ تعالےٰ کی مخلوق ان سے راضی ہوگی ان کی قبریں بہشت کے باغ ہونگی - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

نصیب ہوگی - اور بہشت کا ٹکٹ مل جائیگا

دُوسرا طبقہ بیوقوفوں والا

ان کی زندگی کا طرز خدا پرستی نہیں بلکہ خواہش پرستی ہے

پہلی شہادت

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۴ پارہ ۱۹

ترجمہ - کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش کو بنا رکھا ہے۔ پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا - کہ بیوقوف طبقہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ خالق الخلق - مالک الملک کی رضا کا طالب نہیں ہے - کہ جو حکم وہ دے وہ کرے - اور جس چیز سے منع کرے - رُک جائے بلکہ اس بیوقوف طبقہ نے خدا تعالیٰ کا درجہ اپنے نفس کو دے رکھا ہے - کھانے پینے - پہننے اٹھنے بیٹھنے - سونے جاگنے - کمانے اور صرف کرنے میں فقط اپنی مرضی اور خواہش کے تابع ہیں -

اگر یہ بیوقوف

طبقہ اپنی ہٹ دھرمی اور خواہش پرستی سے باز نہ آئیگا - تو پیغام حق پہنچانے والے حق پرست علماء کرام جو نائب الرسول ہیں - وہ ذمہ دار نہیں ہونگے - جس طرح کہ آیت شریف میں واضح طور پر اعلان فرمادیا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے گمراہ رہنے کا الزام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد نہیں ہوسکتا -

دوسری شہادت

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ سورہ القصص رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ

اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا -

حاصل

یہ نکلا کہ وہ بیوقوف طبقہ جو فقط اپنی خواہشات کا تابع ہے اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوسکتا ہے - جب اس طبقہ نے اپنی خواہشات کو پورا کرنا ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ان ظالموں کو راہ راست پر لانا نہیں چاہتا -

تیسری شہادت

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور اس شخص کا کہنا نہ مان - جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (یعنی اس کی بد اعمالی کے باعث اپنے دروازے سے ہٹا دیا ہے) اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے - اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ یہ بیوقوف طبقہ خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے - اور اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑا ہوا ہے - اس کی کوئی بات نہ مان -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام پاکستان اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - "یعنی جن کے دل دُنیا کے نشہ میں مست ہوکر خُدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں - خدا کی اطاعت ہیٹی اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے - ایسے بدمست غافلوں کی نہ پر آپ کان نہ دھریں - خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں"

اس طبقے کی زندگی کا نتیجہ

یہ ہوگا - کہ ان سے اللہ تعالیٰ ناراض - اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ناراض کریں گے - حاصل یہ نکلے گا کہ ان سے خالق اور مخلوق دونوں ناراض ہونگے - اگر خدانخواستہ یہ لوگ توبہ کرکے نہ مرے تو ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنیں گی - قیامت کے دن حوض کوثر پر انہیں جانے نہیں دیا جائے گا - اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا -

دُعا

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو استقامت عطا فرمائے - اور مذکور الصدر بیوقوفوں کو توبہ کی توفیق نصیب فرمائے آمین یا الٰہ العالمین - وما علینا الا البلاغ

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۲۔ شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

قبض اور بسط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ! ہمارا یہ اجتماع ان احباب کا ہے جن کی یہ خواہش ہے کہ وہ امراض روحانی سے شفایاب ہو کر اس دُنیا سے رخصت ہوں۔ جس طرح انسان امراضِ جسمانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اُسی طرح وہ امراضِ روحانی کا شکار بھی ہوتا ہے۔ امراضِ جسمانی کے برعکس امراضِ رُوحانی کا اس..... ہمیں پتہ نہیں چل سکتا۔ روحانی امراض کا پتہ اس دُنیا سے رخصتی کے بعد قبر میں جا کر لگے گا۔

وہ شخص دُنیا میں باآسانی کاروبار کر سکتا ہے۔ جس کی صحت بحال ہو۔ ان کی صحت ہی بحال نہ ہو وہ کام نہیں کر سکے گا۔ یہی حال امراض روحانی کا ہے لیکن روحانی امراض کا احساس یہاں نہیں ہوتا۔ مرنے کے بعد ہوگا کیونکہ یہ عالم ناسوت ہے اور اگلا جہان عالمِ ملکوت ہے تو گویا روحانی امراض کا احساس قبر میں جا کر ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔

ترجمہ۔ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔

اگر امراض روحانی اس دُنیا میں انسان سے دُور نہ ہوئیں تو ان امراض کا علاج وہاں (قبر میں) کیا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ ہمیں اس دُنیا سے ہی شفایاب ہو کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دُنیا دار طبقے کا تو کیا ذکر دیندار طبقہ تک بھی ان امراضِ رُوحانی کا شکار ہوتا ہے۔ جب تک کسی طبیب رُوحانی سے علاج نہ کرایا جائے۔ امراضِ روحانی سے شفایاب ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں علاج کرانے کی بھی توفیق دے۔ تاکہ مکمل شفایاب ہو کر جائیں۔

اس مضمون کے بارے میں میری آج کی معروضات کا عنوان "قبض اور بسط" ہے۔ قبض کے معنے بند ہو جانا اور بسط کے معنی کُھل جانا ہے۔ قبض اور بسط میں تمیز فقط ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ذکرِ الٰہی کرنے کے عادی ہوں۔ اللہ والوں کی اصطلاح میں بسط کی عام فہم معنےٰ یہ ہے کہ ذاکر جب ذکرِ الٰہی کرے تو روحانی لذّت آئے۔ طبیعت میں فرحت اور سرور پیدا ہو۔ قبض کے معنےٰ یہ ہیں کہ یا تو دل ذکرِ الٰہی کرتا ہی نہ چاہے اور اگر کرے تو لذّت فرحت حاصل نہ ہو۔ قبض اور بسط کی مثال صحت اور بیماری کی سی ہے۔ جسمانی طور پر انسان کبھی صحت مند ہوتا ہے۔ اور کبھی بیمار بلکہ عام طور پر کوئی نہ کوئی عارضہ انسان کو لاحق رہتا ہی ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں جس کی صحت ہمیشہ بحال رہے۔ جسمانی طور پر بعض اوقات زبان کا ذائقہ ٹھیک نہ ہو تو لذیذ سے لذیذ غذا بھی بدمزہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر طبیعت ٹھیک ہو تو غذا میں لذّت محسوس کرتا ہے۔ اللہ اللہ کرنے والے بھی اسی طرح کبھی قبض کا شکار ہوتے ہیں اور کبھی بسط کی نعمت انہیں حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح جسمانی بیماریوں کے علاج کے لئے اطبّا اور ڈاکٹر ہوتے ہیں اسی طرح روحانی علاج کے لئے بھی مختلف معالج ہوتے ہیں۔ مثلاً قادری۔ چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی وغیرہ مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ یعنی انسان واصل باللہ ہو جائے۔ سب سے دل ہٹ کر ایک اللہ تعالےٰ سے جُڑ جائے۔ جس طرح جسمانی بیماری بدپرہیزی سے بڑھتی ہے۔ اسی طرح روحانیت میں بھی بدپرہیزی اثر انداز ہوتی ہے۔ جیسے بچّے اکثر پرہیز نہیں کرتے۔ بچّوں کو زبان کا چسکا ہوتا ہے۔ جو اُن کی خرابیٔ صحت کا موجب ہوتا ہے۔ روحانی بدپرہیزی حرام و حلال کی تمیز نہ کرنا ہے۔ جس طرح بچّہ اکثر بدپرہیزی کرتا ہے۔ اور اکثر بیمار رہتا ہے۔ بڑا آدمی احتیاط کرتا ہے اور کم بیمار ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹر تو بہت زیادہ احتیاط کرتے ہیں۔ اِسی لئے بہت کم بیمار ہوتے ہیں۔

حرام مال کھانے سے قبض ہو جاتا ہے۔ اور حلال مال کھائے تو بسط رہتا ہے۔ دُنیا داروں کو حلال و حرام کی تمیز نہیں ہوتی وہ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ چھوٹا افسر بڑے افسر کی پارٹی کرتا ہے۔ تو کیا بیوی بچّوں کا پیٹ کاٹ کر کرتا ہے؟ لیکن وہاں سب کھا جاتے ہیں۔

ذاکر کی طبیعت بہت نازک ہوتی ہے۔ ایک مشتبہ چاول کا دانہ حلق سے اُترتے ہی ذکر کی لذّت سلب ہو جاتی ہے۔ اندر کی بینائی کا اثر ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں بینا سارے اندھا کوئی کوئی۔ میں کہتا ہوں اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔ حرام مال سے روحانی قبض پیدا ہوتا ہے۔ یہ دُنیا دار نپٹ اندھے ہیں جو بلا تمیز سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ۔ ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ اور جس گوشت نے حرام (مال)

سے نشو و نما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے - (احمد - دارمی - بیہقی)

آپ کو پتہ ہے کہ جسمانی علاج کے لیئے فیملی ڈاکٹر ہوتے ہیں - جو تمام کنبہ کی صحت کی دیکھ بھال رکھتے ہیں وہ ہمیشہ کھانے وغیرہ کے متعلق ہی ہدایات دیتے رہتے ہیں - بعینہٖ یا خود بینا ہو یا کسی بینا کے ہاتھ میں لاٹھی ہو اور ایسے شخص سے تعلق ہو جس سے پوچھ سکے - تب جاکر روحانی امراض سے نجات حاصل ہو سکتی ہے -

میرے مربّی (خدا اُن پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) آمین - حضرت دین پوریؒ اپنے طالبین کو چاولوں کا پھیکا بھاتہ جس میں نہ نمک نہ مرچ نہ گھی - تاکہ کوئی مشتبہ چیز پیٹ میں نہ جائے - ہادی ہی کی برکت سے روحانی بیماریوں کا احساس اور علاج ہو سکتا ہے - ہادی ہی کی صحبت میں پتہ چلتا ہے - کہ حسد - کبر وغیرہ روحانی امراض کیا ہوتے ہیں - ہادی کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت میں فرق نہ آنے پائے تو اللہ تعالےٰ بصیرتِ قلبی عطا فرما دیتے ہیں - مَیں بسا اوقات رُوحانی امراض حسد کبر - ریا وغیرہ کی مجالس ذکر میں نشاندہی کر چکا ہوں - اس مجلس میں آنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان تمام روحانی بیماریوں سے شفا عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

(از جناب کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

منافقون رکوع ۲ :- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ ع

ترجمہ - اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں - اور جو ایسا کرے گا ایسے ہی لوگ خسارہ والے ہیں - اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے - اس میں سے اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے - اور وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو تھوڑے دن کی اور مہلت کیوں نہ دے دی کہ میں خیرات کر دیتا - اور نیک لوگوں میں ہو جاتا اور اللہ تعالےٰ کسی شخص کو بھی جب اس کی موت کا وقت آجائے ہرگز مہلت نہیں دیتا - اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے -

اہل و عیال اور مال و متاع کی مشغولی ایسی چیزیں ہیں جو خدا کے احکامات کی تعمیل میں کوتاہی کا سبب بنتی ہیں - لیکن یہ بات یقینی اور طے شدہ ہے کہ موت کے وقت کا کسی کو حال معلوم نہیں کہ کب آجائے اس وقت بجز حسرت اور افسوس کے کچھ بھی نہ ہو سکے گا - اور آن کی آن میں یہ سب مال و متاع اور اہل و عیال چھوڑ کر چل دینا ہوگا - آج مہلت ہے جو کرنا ہے کر لو - حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا - کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے ! اس پر زکوٰۃ واجب ہو اور ادا نہ کرے تو وہ مرنے کے وقت دُنیا میں واپس لوٹنے کی تمنّا کرے گا - کسی نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ دُنیا میں لوٹنے کی تمنّا کافر کرتے ہیں - مسلمان نہیں کرتے - تو حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیت شریفہ تلاوت کی کہ اس میں مسلمانوں ہی کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ اس آیت شریفہ میں مومن آدمی کا ذکر ہے - جب اس کی موت آجاتی ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کی ہو یا اس پر حج فرض ہو گیا ہو اور حج ادا نہ کیا ہو یا کوئی اور حق اللہ پاک کے حقوق میں سے ادا نہ کیا ہو تو وہ مرنے کے وقت دُنیا میں واپسی کی تمنّا کرے گا - تاکہ زکوٰۃ اور صدقات ادا کرے - لیکن اللہ تعالےٰ کا پاک ارشاد ہے کہ جس کا وقت آجائے وہ ہرگز موخر نہیں ہوتا - قرآن پاک میں بار بار اس پر تنبیہ کی گئی کہ موت کا وقت ہر شخص کے لئے ایک طے شدہ وقت ہے - اس میں ذرا سی بھی تاخیر نہیں ہو سکتی - آدمی سوچتا رہتا ہے کہ فلاں چیز کو صدقہ کر دوں گا - فلاں چیز کو وقف کروں گا - فلاں فلاں کے نام وصیت لکھوں گا - مگر وہ اپنے سوچ اور فکر ہی میں رہتا ہے - اور ادھر سے ایک دم بجلی کا بٹن دبا دیا جاتا ہے - اور یہ چلتے چلتے بیٹھے بیٹھے اور سوتے سوتے مر جاتا ہے - اس لئے تجویزوں اور مشوروں میں ہرگز ایسے کاموں میں تاخیر نہ کرنا چاہیئے - جتنا جلد ہو سکے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے میں اللہ کے ہاں جمع کر دینے میں جلدی کرنا چاہیئے - کیونکہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

حشر رکوع ۳ :- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ٥

ترجمہ - اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو

باقی صفحہ ۱۷ پر

سرخ نشان × کا مطلب آپ کا چندہ ختم ہے !

لہٰذا پرچہ جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنا چندہ فوراً ارسال فرمائیں - ورنہ چندہ بذریعہ وی پی طلب کیا جائے گا - جس کو قبول کرنا آپ کا دینی اور اخلاقی فرض ہوگا -

منیجر ہفت روزہ خدّام الدّین لاہور

سلوک و طریقت کے جواہر پارے

احسان تصوف کی تفسیر، ذکر اللہ اور وصول الی اللہ کی صورتیں

(از جناب شیخ الاسلام مدنی حضرت دامت برکاتہم کے ارشادات)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم نے چند مرتاض ذاکر و شاغل مریدوں کو خلافت عطا فرماتے ہوئے جو چند جملے ارشاد فرمائے - وہ سلوک و طریقت کے جواہر پارے ہیں۔ اس راستہ کے راہرو ان کو مشعلِ راہ سمجھیں گے سلوک و طریقت کے متعلق بہت سے شکوک و شبہات کا ان سے قلع قمع ہو جائے گا۔ مولانا محمد افضال الحق صاحب اعظمی الجمعیۃ کے کالم ان کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں (ادارہ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفے میں سلوک و تصوف کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر ضعف کی وجہ سے آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں احسان کی بہت تعریف کی ہے۔ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ان الذین اٰمنوا وعملو الصٰلحٰت واحسنوا ما عملوا فنتجاوز عن سیئاتھم للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون - اور بہت سی آیات ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے احسان اور محسنین کی تعریف فرمائی ہے۔ جن سے احسان کا مقصود مطلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام ایمان اور احسان کا سوال کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی تعریف فرمائی ہے۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ عبادت کی حالت میں خیال ایسا ہو کہ گویا اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے۔ غلام جب اپنے آقا کو دیکھ کر کام کرتا ہے تو خشوع و خضوع کی کوئی حالت نہیں چھوڑتا جس کو اپنے اندر پیدا نہ کر لیتا ہو۔ یہی حالت اللہ تعالےٰ کی عبادت میں ہونی چاہیئے۔ اسی کا نام احسان ہے۔ اسی احسان کو حاصل کرنے کے لئے تصوف کے تمام کام کیے جاتے ہیں۔ ہم عبادت کرتے ہیں۔ تو زبان پر فاتحہ شریف اور کلام اللہ ہوتا ہے۔ اور دل تجارت، اہل و عیال اور دنیاوی ضرورتوں میں لگا رہتا ہے۔ یہ تو احسان نہ ہوا یہ تو غفلت ہوئی۔

احسان تو اس طرح ہونا چاہیئے جس طرح مالک کے روبرو غلام رہتا ہے۔ یہ احسان حاصل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں۔ اسے سلوک کہتے ہیں

حضرات صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو چیزیں مقصود ہوتی تھیں ایک حضور مع اللہ اسی کو احسان کہتے ہیں۔ دوسری شکل و صورت اخلاق و عادات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ہو جائیں

متقدمین اخلاق و عادات کے درست کرنے کو مقدم رکھتے تھے۔ جس سے انسان کے دل سے ریاء، سماع، کبر و بغض وغیرہ کو دور کیا دور کیا کرتے کیا کرتے تھے۔ اس میں سالہا سال لگ جاتے تھے۔ اس کے بعد حضور مع اللہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس میں عمریں لگ جاتی تھیں اور بسا اوقات حضور حاصل ہونے سے پہلے سالک کی زندگی ختم ہو جاتی تھی۔

متاخرین نے احسان یعنی حضور کو مقدم رکھا ہے۔ اسی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اس کے ساتھ اخلاق کی درستگی کی بھی کوشش ہوتی رہتی ہے۔ اور خود حضور کی کیفیت سے آہستہ آہستہ اخلاق کی اصلاح ہوتی چلی جائے گی۔ انہی کوششوں کا نام اب سلوک و تصوف پڑ گیا ہے۔

دورِ صحابہ میں اس قسم کی کیفیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صرف صحبت کی برکت سے حاصل ہو جاتی تھی۔ آپ کے انوار سے دل کی گندگی دور ہو جاتی تھی۔ اور حضور حاصل ہو جاتا تھا۔ لیکن زمانہ جیسے جیسے گزرتا گیا محنت اور ریاضت کی ضرورت بڑھتی گئی غیر اللہ کا تعلق اور دنیا کی محبت کی وجہ سے جو میل کچیل دل میں بڑھ گیا اسے دور کرنا پڑا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لکل شئ صقالۃ وصقالۃ القلوب ذکر اللہ ہر چیز کے صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ جس سے اس کی گندگی اور زنگ دور کیا جاتا ہے۔ اور دلوں کی صفائی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس ذکر سے دل کی صفائی کا جو کام کیا جاتا ہے اس سے حضور حاصل ہو جاتا ہے اور اس کا نام سلوک ہے۔ اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ نقشبندیہ کے یہاں ذکر آہستہ آہستہ ہے۔ قادریہ اور چشتیہ کے یہاں ذکر بالجہر ہے (ذکر جہری سے دل جلد صاف ہو جاتا ہے) سہروردیہ کے یہاں وظائف و نوافل بہت ہیں۔ وشاذلیہ درود شریف کی بہت کثرت پر زور دیتے ہیں۔ مگر آخر میں سب ایک جگہ آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہے مراقبہ ذات باری کا یعنی حضور و احسان حاصل ہو جائے۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ بہرحال دل کی صفائی کے جو طریقے ہیں وہی سلوک ہیں۔ سلوک و تصوف کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ حصولِ احسان کا نام ہے۔ جسے قرآنِ حکیم میں بار بار کہا گیا ہے۔ مشائخ کے نزدیک احسان کا کم از کم مرتبہ ملکہ یادداشت ہے یعنی دل میں ایسی قوت اور اتنا رسوخ پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل نہ ہو سکے اس کے بھی مراتب ہیں۔ بعض اس درجہ ترقی کر جاتے ہیں کہ کسی وقت اس کی ذات سے غافل نہیں ہوتے۔ چلتے پھرتے۔ سوتے جاگتے ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ یہ چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ایسی حاصل ہو جاتی تھی کہ کہیں رہیں دنیا کے کسی کاروبار میں مشغول ہوں اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے۔

یاد دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک لفظ اللہ اللہ یعنی اسم ذات کی یاد لفظ اللہ الرحمن وغیرہ اسم ہے۔ یہ کم مرتبہ کا ذکر

فضائلِ نماز

از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید، الہ آباد ضلع گوجرانوالہ

فضائلِ نماز بیان کرنے سے پہلے سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کس چیز کا نام ہے۔ نماز کسے کہتے ہیں۔ نماز کی کیا حقیقت ہے۔ نماز نام ہے اللہ تعالےٰ کے حضور میں اپنی غلامانہ فدویانہ حیثیت کے اظہار و اقرار کا جس اصطلاحِ قرآنی کا ترجمہ فارسی اور اردو زبانوں میں کیا گیا ہے وہ لفظ صلوٰۃ ہے جس کے لغوی معنی کسی کی طرف رُخ کرنے اور قریب ہو جانے کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں نماز کا مطلب ہوگا۔ اس اللہ کی طرف ہمہ تن مصروف ہو جانا۔ جو تنہا معبود اور اکیلا مقصود اور لاشریک محبوب ہے۔ نماز کی یہ اصل حقیقت ہے۔ جو لفظ صلوٰۃ سے خود ظاہر ہے نماز میں آپ کیا کرتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں۔ کرتے آپ یہ ہیں کہ وضو کر کے پہلے آپ خانہ کعبہ کی سمت رُخ کر لیتے ہیں۔ جو خدا کی اطاعت بندگی کا مرکز ہے۔ اُس کی پیشانی سب سے بڑا نشان ہے۔ جو ابراہیمی توحید کا خاموش علم اور اسمٰعیلی فداکاری کی دعوتِ مجسم ہے۔ پھر کانوں تک ہاتھ لے جاتے ہیں۔ جو اس امر کا اعلان ہے کہ بندہ دُنیا و ما فیہا سے کٹ کر دستبردار ہو کر اپنے آقا و مولا کے دربار رحمت بار میں حاضر ہو رہا ہے۔ پھر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر نظریں جھکا کر اعضا و جوارح میں عجز و نیاز کی خاموشیاں طاری کر کے مؤدّب ہو جاتے ہیں۔ چند لمحوں کے بعد سیدھی پیٹھ خم ہو جاتی ہے۔ اور سر جھک جاتا ہے۔ اور پھر ہاتھ اور گھٹنے ناک اور پیشانی خاک پر ہوتی ہیں۔ ادب اور نگو نثاری کی ان ارتقائیہ کیفیات کا منظر دیکھ کر بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب جلال کی غیر محدود اور ہوش رُبا عظمتوں کا اعتراف کرنا ہے۔ اور کسی صاحب جمال کی خوبیوں کا دم بھرنا ہے۔ اس لئے دست بستہ اور مؤدّب خاموش کھڑے ہو گئے۔ مگر دل نے کہا یہ عظمتیں اور خوبیاں کچھ اور چاہتی ہیں۔ اور بندے نے پیٹھ جھکا دی اور سرِ نیاز خم کر دیا۔

حضورؐ کی حدیث ہے۔ نماز ہی دین کا مرکزی ستون ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا ھَدَمَ الدِّیْنَ۔ ترجمہ۔ نماز ہی دین کا مرکزی ستون ہے۔ جو اس ستون کو قائم رکھے گا اپنے دین کو قائم رکھے گا۔ اور جس نے اس کو نہ قائم کیا اُس نے اپنے ایمان کو برباد کیا۔

قرآن حکیم خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے انسانوں کو راہ دکھاتا ہے

اللہ جلّ شانہٗ پہلے سپارے سورہ بقر میں یہی فرماتے ہیں۔ کہ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ۔ یہ وہی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں راستہ دکھاتی ہے اُن لوگوں کو جو پرہیزگاری چاہنے والے ہیں۔

نماز میں خشوع کا ہونا ضروری ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ ترجمہ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہونگے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

نماز کی محافظت کا حکم

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ ترجمہ۔ محافظت کرو اپنی نمازوں کی۔

نماز باجماعت پڑھنے کا حکم

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۔ ترجمہ۔ قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے یعنی باجماعت نماز ادا کرو۔

بے نماز دوزخی ہیں

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۔ فرشتے دوزخیوں سے پوچھیں گے۔ تمہیں دوزخ میں کونسی چیز لے آئی۔ جواب دیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

دُنیا کے آلام میں نماز اور صبر سے مدد لینے کی تلقین

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو۔

نماز بےحیائیوں سے روکتی ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ۔ یقیناً نماز بے حیائیوں سے اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔

بندے اور کفر کے درمیان کا پردہ نماز ہے

بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ ترجمہ۔ بندے اور کفر کے درمیان کا پردہ نماز ہے۔

جس نے نماز چھوڑ دی وہ خُدا کا نافرمان ہے

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ ۔ جس کسی نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

دُنیوی و اُخروی زندگیوں کا موازنہ

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)
(گزشتہ سے پیوستہ)

دُنیا جائے غرور ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ پ ۲۱ ع ۱۳

ترجمہ۔ سو تم کو نہ بہکائے دُنیا کی زندگانی - اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز -

قیامت کا دن یقیناً آکر رہے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہٰذا دُنیا کی چند روزہ بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی - اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے۔ اُس دغاباز شیطان کے اغواء سے ہوشیار رہو۔ جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ کہتا ہے میاں اللہ غفور الرحیم ہے۔ خوب گناہ سمیٹو۔ مزے اُڑاؤ۔ بُوڑھے ہو کر اکٹھی توبہ کر لینا۔ اللہ سب گناہ بخش دے گا۔ تقدیر میں اگر اس نے جنّت لکھ دی ہے تو گناہ کتنے بھی ہوں ضرور پہنچ کر رہو گے۔ اور دوزخ لکھی ہے تو کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ پھر کاہے کے لئے دُنیا کا مزا چھوڑا جائے۔

۱۳ - اعمال بالنّیات

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ پ ۲۵ ع ۴۔

ترجمہ۔ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی - زیادہ کریں ہم اس کے واسطے اس کی کھیتی - اور جو کوئی چاہتا ہو دُنیا کی کھیتی - اُس کو دیویں ہم کچھ اُس میں سے - اور اُس کے لئے نہیں آخرت میں کچھ حصہ - یعنی دُنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے۔ پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں -

۱۴ - کافروں کے لئے دُنیا بہشت ہے

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ پ ۲ ع ۱۰

ترجمہ۔ کافروں کے لئے دُنیا کی زندگی آراستہ کرکے دکھائی گئی ہے - اور ہنستے ہیں ایمان والوں پر اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالا تر ہوں گے قیامت کے دن -

کافر جو اللہ کے صاف احکام اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظروں میں دُنیا کی خوبی اور اس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ اس کے مقابلہ میں آخرت کے رنج اور راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے۔ بلکہ مسلمان جو فکرِ آخرت میں مصروف اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہیں اُلٹا ان پر ہنستے ہیں۔ اور ذلیل سمجھتے ہیں - سو ایسے احمق نفس کے بندوں سے تعمیل احکام الٰہی ہو تو کیونکر ہو - رؤسائے مشرکین حضرت بلال رضؓ اور عمار رضؓ اور صہیب رضؓ اور فقرائے مہاجرین کو دیکھ کر تمسخر کرتے کہ ان نادانوں نے آخرت کے خیال پر دُنیا کی تکالیف اور مصائب کو اپنے سر لیا - اور محمد صلعم کو تو دیکھو کہ ان فقیروں، محتاجوں کی امداد سے عرب کے سرداروں پر غالب آنا اور دُنیا بھر کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ اُن کی جہالت اور خام خیالی ہے - وہ نہیں جانتے کہ یہی غربا اور فقرا قیامت کو اُن سے اعلےٰ و برتر ہوں گے - اور اللہ دُنیا و آخرت میں جس کو چاہے بے شمار روزی عطا فرمائے گا اور جس قدر چاہیں اپنی حکمت و مصلحت کے موافق دُنیا کا سامان دیتے ہیں - تاکہ اُن کی جد و جہد اور فانی نیکیوں کا پھل مل جائے اور اگر آخری سعادت مقدر نہیں تو شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو کر نہایت ذلّت و رسوائی کے ساتھ دوزخ کے ابدی جیل خانہ میں دھکیل دیئے جائیں گے - جس کے دل میں ایمان و یقین موجود ہو اور نیک نیتی سے خدا کی خوشنودی اور ثوابِ اخروی کی خاطر پیغمبر کے بتلائے ہوئے راستہ پر عملی دوڑ دھوپ کرے اُس کی کوشش ہرگز ضائع ہونے والی نہیں - یقیناً بارگاہ احدیت میں حسنِ قبول سے سرفراز ہو کر رہے گی سورہ بنی اسرائیل ع ۲ پ ۱۵

۱۵ - دُنیا کی مثال کھیتی کی سی ہے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّھُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىھَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰھَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ پارہ ۱۱ رکوع ۷

ترجمہ - دُنیا کی زندگی کی وہی مثل ہے - جیسے ہم نے پانی اُتارا آسمان سے - پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور جانور - یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق اور مزین ہوگئی اور خیال کیا زمین والوں نے - کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی - ناگاہ پہنچا اُس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو - پھر کر ڈالا اُس کو کاٹ کر ڈھیر - گویا کل نہ تھی یہاں آبادی -

دُنیا کی عارضی بہار اور فانی و سریع الزوال تر و تازگی کی مثال ایسی سمجھو کہ خشک اور مردہ زمین پر بارش کا پانی پڑا وہ یک بیک جی اُٹھی - گنجان درخت اور مختلف اجزاء سے رلا ملا سبزہ نکلا - لہلہاتی کھیتی آنکھوں کو بھلی معلوم ہونے لگی - مگر چند روز ہی گزرے کہ زرد ہو کر سوکھنا شروع ہوگئی - آخر ایک وقت آیا کہ کاٹ چھانٹ کر برابر کر دی گئی پھر ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اُڑائی گئی یہی حال دُنیا کی دیدہ زیب و ابلہ فریب بناؤ سنگار کا ہے - چند روز کے لئے خوب ہری بھری نظر آتی ہے آخر میں چورہ ہو کر ہوا میں اُڑ جائیگی - اور کٹ چھٹ کر میدان صاف ہو جائے گا - اُگانا اور چورہ کر کے اُڑا دینا سب اسی کے دستِ قدرت میں ہے -

۱۶

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ط وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ لا وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

پ ۲۷ ع رکوع ۱۹

ترجمہ۔ جان رکھو کہ دُنیا کی زندگی یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں۔ اور بہتات ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی۔ جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اُس کا سبزہ پھر زور پہ آتا ہے۔ پھر تو دیکھے زرد ہوگیا۔ پھر ہو جاتا ہے روندا ہُوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔ اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دُنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا۔

مطلب۔ آدمی کو گو اوّل عمر میں کھیل چاہیئے۔ پھر تماشا، پھر بناؤ سنگار (اور فیشن) پھر ساکھ بڑھانا اور نام و نمود حاصل کرنا، پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال و اولاد کی فکر، کہ پیچھے میرے گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے زندگی بسر کرے مگر یہ سب ٹھاٹھ سامان فانی اور زائل ہیں۔ جیسے کھیتی کی رونق و بہار چند روزہ ہوتی ہے۔ پھر زرد پڑ جاتی ہے۔ اور آدمی و جانور اُس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں۔ اس شادابی اور خوبصورتی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ یہی حال دُنیا کی زندگی اور اُس کے ساز و سامان کا سمجھو۔ کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے۔ حالانکہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنے والی نہیں۔ وہاں کچھ اور ہی کام آئے گا۔ یعنی ایمان اور عمل صالح۔ جو شخص دُنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا۔ سمجھو بیڑا پار ہے آخرت میں اُس کے لئے مالک کی خوشنودی و رضامندی اور جو دولتِ ایمان سے تہیدست اور کفر و عصیاں کا بوجھ لے کر پہنچا۔ اس کے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اُس کے لئے جلد یا بدیر دھکے مکے کھا کر معافی ہے۔ دُنیا کا خلاصہ وہ تھا آخرت کا یہ ہُوا۔

۱۷

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ط اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ ○ پ ۱۰ ع ۱۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم کو کیا ہُوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں۔ تو گرے جاتے ہو زمین پر۔ کیا خوش ہو گئے دُنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر۔ سو کچھ نہیں نفع اُٹھانا دُنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا۔

۱۸۔ تمام نعماء در اصل مومنین کے لئے ہیں

قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط پ ۸ ع ۱۱

ترجمہ۔ کہدیجئے یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے واسطے ہیں دُنیا کی زندگی میں۔ خالص اُنہی کے واسطے ہیں قیامت کے دن۔

(مطلب) جہان کی تمام چیزیں اسی لئے پیدا کی گئی ہیں۔ کہ آدمی اُن سے مناسب طریقہ سے فائدہ اُٹھا کر خالق جلّ و علا کی عبادت، وفاداری اور شکر گزاری میں مشغول ہو۔ اس اعتبار سے دُنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مومنین و مطیعین ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ البتہ کافروں کو ان چیزوں سے روکا نہیں گیا۔ وہ بھی اپنے اعمال و تدابیر سے دنیوی مفاد حاصل کر لیتے ہیں۔ آخرت کی نعماء خالص اہل ایمان کا حصّہ ہے۔

۱۹۔ صرف دُنیا چاہنے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ ز پ ۱۲ ع ۲

ترجمہ۔ جو کوئی چاہے دُنیا کی زندگانی اور اُس کی زینت بھگتا دیں گے ہم اُن کے عمل دُنیا میں۔ اور اُن کو اُس میں کچھ نقصان نہیں۔ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت کے سوا۔

(مطلب) ایسے واضح ثبوت کے بعد جو شخص قرآن پر ایمان نہیں لاتا یا اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور خالی ٹیپ ٹاپ ہی کو قبلۂ مقصود ٹھیرا کر عملی جدّ و جہد کرتا ہے۔ اگر بظاہر کوئی نیک کام کرتا ہے مثلاً خیرات وغیرہ تو اُس سے بھی آخرت کی بہتری اور خدا کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی۔ دنیوی فوائد کا حاصل کرنا پیشِ نظر ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی بابت خواہ وہ یہود و نصارٰی ہوں یا مشرکین و منافقین یا دُنیا پرست ریا کار مسلمان۔ بتلا دیا کہ دُنیا ہی میں اُن کا بھگتان کر دیا جائے گا۔ جو اعمال اور کوششیں وہ حصولِ دُنیا کے لئے کریں گے اُن کے کم و کیف کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا تعالےٰ اپنے علم و حکمت سے جس قدر مناسب جانے گا اور دینا چاہے گا۔ یہیں عطا فرمائیگا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر جو خیرات وغیرہ کے کام کرے اُس کی یہ فانی اور صُوری حسنات جو رُوحِ ایمان سے یکسر خالی ہیں دُنیا میں رائگاں نہیں جاتیں۔ اُن کے بدلہ میں خدا تعالےٰ تندرستی، مال، اولاد، عزّت و حکومت وغیرہ دے کر سب کھاتہ بیباق کر دیتا ہے۔ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں کوئی چیز کوئی چیز اُس کے کام آنے والی نہیں۔

ریاکار، دُنیا پرست عالم، متصدق اور مجاہد کے حق میں جو وعید آئی ہے اُس کا حاصل بھی یہی ہے کہ اُن سے محشر میں کہا جائے گا کہ جس غرض کے لئے تم نے علم سکھلایا یا صدقہ و جہاد کیا وہ دُنیا میں حاصل ہو چکی اب ہمارے پاس تیرے لئے کچھ نہیں فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اسے جہنّم میں لے جاؤ۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر عاشقِ دُنیا کو فوراً ہلاک کر دیا جائے نہیں۔ (اعاذ اللہ عنہا) ہم ان لوگوں میں سے جو صرف متاعِ دُنیا کے لئے سرگرداں ہیں جس کو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں۔

دُنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں۔ مگر آخرت مع اپنی ابدی نعماء و آلاء کے متقین کے لئے مخصوص ہے۔

حج کی فرضیت

(گذشتہ سے پیوستہ نمبر ۵)

(از خان عبد الحمید خان آف میسرز فیروز سنز لاہور)

سعی صفا و مروہ

اب حجر اسود کو بوسہ دے کر سعی کے واسطے باب صفا سے باہر نکلے اور وہاں سے مروہ تک ایک پھیرا کرے اور پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا کرے اور اسی طرح سات پھیرے کرے کہ ساتواں پھیرا مروہ پر تمام ہوگا۔ اور ساتوں پھیروں میں میلین اخضرین کے درمیان تیز چلے اور اگر سواری پر ہو تو سواری کو تیز کر دے۔

اب ساتوں پھیروں کے ختم پر مسجد حرام میں جا کر مقام ابراہیم پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے جیسا کہ طواف کے ختم ہونے پر پڑھا کرتے ہیں۔ مسجد حرام کے دروازے سے نکلتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور یہ دُعا پڑھے:

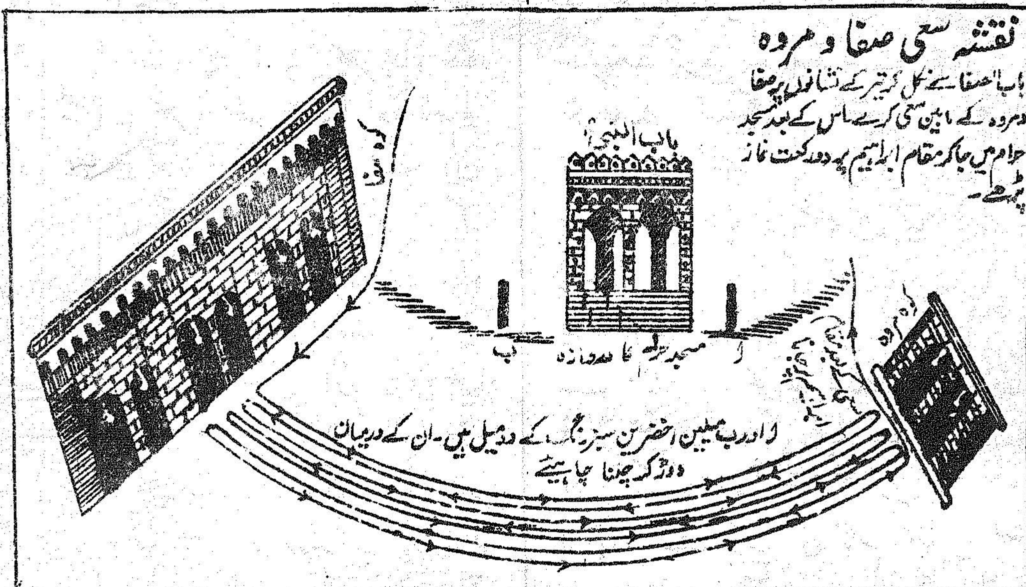
بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْہَا وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ ط (ترجمہ۔ شروع کرتا ہوں۔ ساتھ نام اللہ کے اور نزول رحمت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے اور مجھے اس میں داخل کر دیجئے اور مجھے شیطان سے محفوظ رکھ)

کوہ صفا کی طرف جائے تو یہ کہتا ہوا جائے:۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ط (ترجمہ۔ میں ابتدا کرتا ہوں ساتھ اس کے جس کے ساتھ ابتدا کی ہے اللہ تعالیٰ نے (اپنے اس فرمان میں) تحقیق صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ پس جو شخص بیت اللہ شریف کا حج یا عمرہ کرے پس اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دونوں کا طواف کرے اور جو خوشی سے بھلائی کرے پس بے شک اللہ تعالیٰ قدر دان جاننے والا ہے)

کوہ صفا پر چڑھے تو سعی کی نیت دل میں کرے اور منہ سے اس طرح پڑھے:۔

اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِوَجْہِکَ الْکَرِیْمِ۔ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ (ترجمہ۔ اے اللہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں (محض) تیری بزرگ ذات کے لئے پس میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے وہ قبول کرلے)



صفا پر اس قدر اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھائی دے کیونکہ اوپر چڑھنے سے یہی مقصد ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اور اس قدر اونچے چڑھنا سنت ہے۔

کوہ صفا پر منہ قبلہ کی طرف کرے اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا تعالیٰ سے حاجت چاہے۔

یہ محل اجابت ہے چاہیئے کہ مسلمانوں کے حق میں دعا کرے اور درود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔ حدیث جابرؓ میں ہے کہ پھر چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہاں تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو پھر توحید کہی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی۔

کوہ صفا پر منہ قبلہ کی طرف کرے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔

دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ہَدَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْہَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ہَدَانَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَہُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَہَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ اَللّٰہُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا ہَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَائِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں راستہ بتایا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں نعمت دی۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں الہام کیا۔ سب تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں راہ بتائی اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا تو ہمیں راستہ نہ ملتا۔ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے (سب) ملک ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے۔ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے جو نہیں مریگا۔

بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ جو ایک ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے۔ مدد کی اس نے اپنے بندے کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست دی۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم نہیں عبادت کرتے مگر خاص اسی کی خالص کرتے ہوئے اس کے لئے عبادت کو دین۔ اگرچہ کافر برا منائیں۔ اے اللہ! تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا حق ہے۔ مجھ سے دعا مانگو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے۔ نہ چھین لے مجھ سے وہ ہدایت یہاں تک کہ تو مجھے وفات دے ایسے حال میں کہ میں مسلمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔ اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت اور سلامتی بھیج اور ان کی آل اور اصحابوں اور پیروؤں پر قیامت کے روز تک۔ اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور میرے بزرگوں اور سب مسلمانوں کو بخش دے اور سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔

سعی صفا سے شروع کرنی چاہیئے کہ سات پھیروں کے بعد مروہ پر ختم ہو۔ صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(ترجمہ۔ اے اللہ مجھے اپنے نبی کی سنت کا تابع بنا دے اور مجھے اسی دین پر مار اور مجھے پناہ دے گمراہ کرنے والے فتنوں سے اپنی رحمت کے ساتھ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے)

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلے مگر صفا سے اپنی رفتار سے اترے اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھے۔

میلین کے درمیان ساتوں پھیروں میں دوڑنا چاہیئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔

ب۔ میلین کے درمیان حج میں عورتوں کو نہ دوڑنا چاہیئے۔

ج۔ میلین کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلے اور اگر سواری پر ہے تو سواری کو ذرا تیز کر دے۔

میلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیئے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(ترجمہ۔ اے میرے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور درگذر کر اس سے جسے تو جانتا ہے۔ بیشک تو جانتا ہے وہ جو ہم نہیں جانتے۔ بیشک تو زبردست بزرگی والا ہے۔ اور دکھا مجھے وہ راہ جو بہت سیدھی ہے۔ اے اللہ اس کو مقبول حج گردان اور میری کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا۔ اے اللہ مجھے اور میرے ماں باپ اور سب مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے اے دعاؤں کو قبول کرنے والے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا)

مروہ پر پہنچے تو یہاں سب عمل اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کئے تھے اور وہی دعا پڑھے جو صفا پر پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح تمام عمل کرے۔ مروہ پر اتنا اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ سکے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔

اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرے تو سعی میں تلبیہ برابر کہتا رہے۔ اگر طواف زیارت کے بعد سعی کی جائے یا عمرہ کے طواف کے بعد سعی کی جائے تو اس میں تلبیہ نہیں کہی جائے گی۔

صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنے کو سعی کہتے ہیں اور صفا سے مروہ تک یا مروہ سے صفا تک ایک شوط (یعنی ایک پھیرا) ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طریق پر سات پھیرے کئے تھے۔

جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس قدر سعی باقی ہو اس کو ادا کرے۔

اب مسجد حرام سے باہر آئے اور مکہ میں قیام کرے۔ صفا و مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کے کل افعال ختم ہو چکے۔ اب چاہیئے کہ مسجد حرام سے باہر آ کے اور سر منڈائے اور احرام اتار دے۔ جس شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے۔ اس نے ابھی تک دو ہی مناسک پورے کئے ہیں یعنی طواف قدوم اور سعی صفا و مروہ وہ مسجد حرام سے باہر آ کر احرام نہیں کھولیگا بلکہ اسی احرام سے باقی افعال کرے گا۔ جس کا تمتع کا احرام ہے۔ اس کا عمرہ ختم ہو چکا اگر ہدی ساتھ لایا ہے تو مسجد حرام سے باہر آ کر اسی احرام کو قائم رکھے اور باقی افعال حج اسی احرام سے ادا کرے۔ ہاں اگر ہدی ساتھ نہیں لایا ہے تو احرام کھول دے اور حج کے واسطے مسجد حرام میں جاکر ۸ تاریخ کو یا اس سے پہلے احرام باندھے اور افعال حج کرے۔ اگر قران کا باندھا ہے تو افعال عمرہ تو پورے ہو چکے اور اسی احرام کو قائم رکھے اور افعال حج اسی احرام سے کرے۔

۱۔ اثنائے قیام مکہ میں حرم کعبہ میں اکثر جگہ نماز پڑھے۔ اعتکاف بھی کرے اور خانہ کعبہ کی اندر سے زیارت بھی کرے

۲۔ جتنے طواف بغیر رمل و سعی ہو سکیں کرتا رہے۔

۳۔ جتنے عمرہ ہو سکیں کرے مگر ماہ ہائے حج سے پہلے کرے۔ اگر اس سال حج کا ارادہ ہے

۴۔ مسجد حرام میں بیٹھ کر کم از کم ایک قرآن شریف ختم کرے۔ جتنی مرتبہ زیادہ کر سکے بہتر ہے۔

۵۔ جس قدر نیکی ہو سکے کرے کیونکہ وہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہوتا ہے اور اسی طرح گناہ کرنے سے بہت پرہیز کرے کہ ایک

گناہ کا عذاب بھی اسی قدر ہوتا ہے۔

۶۔ سخت گرمی یا بارش میں بھی طواف کرے کہ ایسے موقع پر بہت ثواب ہے۔

۷۔ صرف حجرِ اسود کا استلام بھی کر لیا کرے کیونکہ استلام حجرِ اسود بھی ایک عبادت ہے۔

۸۔ جب مسجد حرام میں جایا کرے تو اکثر اعتکاف کی نیت بھی کر لیا کرے کہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرے۔ اعتکاف کی نیت یہ ہے:۔

نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ (میں جب تک اس مسجد میں ہوں۔ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

۹۔ اگر مسجدِ حرام میں سونے یا کھانے پینے کا اتفاق ہو تو مضائقہ نہیں یہ امور جائز ہیں۔

۱۰۔ مسجد حرام میں جائے تو اکثر حطیم میں داخل ہوا کرے اور وہاں عبادت بھی کرے۔

۱۱۔ خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب بھی بیٹھے اور خانہ کعبہ پر اکثر نگاہ ڈالے کہ یہ بھی عبادت ہے۔

۱۲۔ خانہ کعبہ کے اندر بھی ضرور داخل ہو کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔

ا۔ کعبہ شریف کے چوکھٹ پر پہنچے تو چوکھٹ کو بوسہ دے۔ اوّل سیدھا پاؤں اندر لے جائے اور واپس آتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالے۔

ب۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے وہی دُعا پڑھے جو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پڑھتے ہیں۔

ج۔ اندر جا کر ادب سے نہ چھت کی طرف دیکھے نہ اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائے بلکہ بہت خشوع و خضوع کو کام میں لائے۔

د۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر جائے اور وہاں کم از کم دو رکعت نماز ضرور پڑھے۔

(مصلّی نبوی کی شناخت یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے دروازے سے داخل ہو کر سیدھا چلا جائے۔ جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو بس یہی مصلّی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

ہ۔ اس کے بعد سامنے کی دیوار پر اپنا رخسارہ رکھے اور حمد و ثنا اور درود و استغفار بہت کرے۔ ماں باپ اور مسلمانوں کے واسطے دعا کرے اور اسی طرح چاروں کونوں میں جا کر یہ دعا پڑھے:۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ جَنَّتَکَ کَمَا اَدْخَلْتَنِیْ بَیْتَکَ وَارْزُقْنِیْ رُؤْیَتَکَ اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا مِنَ النَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ۔ اَللّٰھُمَّ یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اٰمِنَّا مِمَّا نَخَافُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

(ترجمہ۔ اے میرے پروردگار داخل فرما مجھے صداقت کے ساتھ داخل کرنا اس مقام میں اور نکال مجھے صداقت کے ساتھ اور مجھے اپنی طرف سے ایک مددگار دلیل عطا کر۔ اے اللہ! مجھے اپنی جنت میں داخل کر جیسے تو نے اپنے گھر میں داخل فرمایا ہے اور مجھے اپنی زیارت نصیب کر۔ اے اللہ! اس آزاد گھر کے مالک۔ ہماری اور ہمارے آباؤ اجداد اور ماؤں کی گردنوں کو آگ سے آزاد کر دے۔ اے غالب اے بہت بخشنے والے۔ اے خدا! اے پوشیدہ مہربانیوں کے مالک جس چیز سے ہم ڈرتے ہیں۔ اس سے ہم کو امن میں رکھ! اے اللہ! میں تجھ سے اس نیک بات کا سوال کرتا ہوں۔ جس کا تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے ساتھ اس چیز کے شر سے جس سے پناہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔ اے ہمارے رب قبول فرما ہم سے۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے اور رجوع کر ہماری طرف تحقیق تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے)

(باقی آئندہ)

بقیہ۔ سلوک و طریقت کے جواہر پارے (صفحہ ۱۰ سے آگے)

ہے۔ دوسرا ذکر مسمی کا ذکر ہے۔ مسمی ذاتِ مقدسہ ہے جو رازق ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے۔ ذات اور مسمی کا ذکر اصلی اور اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ جو بہت محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ جب قلب میں اس کا رسوخ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اسے ملکہ یادداشت کہتے ہیں۔ اس کے بعد ذکر سے غفلت نہیں ہوتی۔ جب یہ ملکہ یادداشت کسی اللہ کے بندے میں پیدا ہو جاتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے میں آج مندرجہ فہرست ۱۶ بنگال و آسام کے ایک بخاری صاحب اور ۸ بہار کے لوگوں کو اجازت دیتا ہوں۔ جنہوں نے محنت کی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا ہے۔ مگر اس سے آدمی میں کبر اور گھمنڈ نہیں پیدا ہونا چاہیے۔ عبادت میں ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ جتنا بھی آگے بڑھیں گے اتنا ہی ڈر زیادہ ہوگا۔ فلا یامن مکر اللّٰہ الی القوم الخٰسرون۔ اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ اس کی رحمت مانگنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کا خوف و خشیت پیدا ہونی چاہیئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تقدس کے باوجود سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے خوف کھایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رات کے وقت تہجد پڑھنے میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی کے پکنے سے آتی ہے۔ اس طرح حضور راتوں کو رویا کرتے تھے کسی وقت مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر وقت ڈرنا چاہیئے۔ جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھے۔ سب سے مل جل کر رہے محبت کے ساتھ رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے۔ یاد باری تعالےٰ سے غافل نہ ہو۔ ★

بقیہ صفحہ ۹ سے آگے

اور ہر شخص یہ غور کرے کہ اس نے کل (قیامت) کے دن کے واسطے کیا چیز آگے بھیج دی ہے اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے اللہ تعالےٰ کو بھلا دیا پس (اس کی سزا میں) اللہ تعالےٰ نے خود ان کو ان کی جان سے بھلا دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔ (اور یاد رکھو) جنّت والے اور جہنم والے برابر نہیں ہو سکتے۔ جنّت والے ہی کامیاب ہیں۔ (حقیقی کامیابی صرف جنّت والوں ہی کی ہے)

اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کی جان سے بھلا دیا کا یہ مطلب ہے کہ ان کی ایسی عقل مار دی گئی ہے کہ وہ اپنے نفع نقصان کو بھی نہیں سمجھتے۔ اور جو چیزیں ان کو ہلاک کرنے والی ہیں ان کو اختیار کرتے ہیں۔ حضرت جریر رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں دوپہر کے وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت حاضر ہوئی جو ننگے پاؤں ننگے بدن اور بھوکے تھے۔ حضورؐ نے جب ان پر فاقہ کی حالت دیکھی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیّر ہوگیا۔ اُٹھ کر اندر مکان میں تشریف لے گئے۔ (غالباً گھر میں کوئی چیز ان کے قابل تلاش کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہوں گے) پھر باہر مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ سے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ اور ظہر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنا کے بعد قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ جن میں یہ آیات بھی تھیں جو اُوپر لکھی گئیں۔ پھر حضورؐ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرو اس سے پہلے کہ صدقہ نہ کر سکو۔ صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔ کوئی شخص جو بھی دے سکے دینار دے سکے۔ دام دے سکے۔ کپڑا دے سکے۔ گندم دے سکے جَو دے سکے۔ کھجور دے سکے حتیٰ کہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے سکے۔ وہ دے دے ایک انصاری اُٹھے اور ایک تھیلہ بھرا ہوا لائے جو اُن سے اُٹھتا بھی نہ تھا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ کا چہرۂ انور مسرت سے چمکنے لگا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص بہتر طریقہ جاری کرے۔ اس کو اس کا بھی ثواب ہے اور جو اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ہوگا اس طرح پر کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص بُرا طریقہ جاری کرتا ہے۔ تو اس کا گناہ تو اس کو ہو ہی گا جتنے آدمی اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اس کو ہوگا۔ اس طرح سے کہ ان کے گناہوں کے وبال میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اس کے بعد سب لوگ متفرق ہو کر چلے گئے۔ کوئی دینار (اشرفی) لایا۔ کوئی درم لایا۔ کوئی غلّہ لایا۔ اور کپڑے کے دو ڈھیر حضورؐ کے قریب جمع ہوگئے۔ اور حضورؐ نے وہ سب قبیلۂ مضر کے آنے والوں پر تقسیم کر دیئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ لوگو اپنے لئے کچھ آگے بھیج دو۔ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب کہ خدا تعالےٰ کا ارشاد ایسی حالت میں کہ نہ کوئی واسطہ درمیان میں ہوگا اور نہ کوئی پردہ بیچ میں ہوگا۔ ہوگا تو یہ ہوگا کہ کیا تیرے پاس رسول نہیں آئے جنہوں نے تجھے احکام پہنچا دیئے ہوں۔ کیا مَیں نے تجھے ضرورت سے زیادہ نہیں دیا تھا۔ تو نے اپنے لئے کیا چیز آگے بھیجی۔ وہ شخص اِدھر اُدھر دیکھے گا۔ مگر کچھ نظر نہ آئے گا۔ آنکھوں کے سامنے جہنم ہوگی۔ پس جو شخص اس سے بچ سکتا ہو بچنے کی کوشش کرے۔ چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو۔ بڑا سخت منظر ہوگا۔ بڑی ہی مصیبت کا مطالبہ ہوگا۔ دہکتی ہوئی دوزخ سامنے ہوگی اور ہر آن اس میں پھینک دیئے جانے کا اندیشہ ہوگا۔ اس وقت قلق ہوگا۔ کہ ہم نے دُنیا میں سب کچھ کیوں نہ خرچ کر دیا۔ آج فرضی ضرورتوں سے ہم خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچتے ہیں۔ لیکن اگر آج آنکھ بند ہو جائے تو ساری ضرورتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور ایک سخت ضرورت جہنّم سے بچنے کی سر پر موجود رہے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح جان لو کہ تم لوگ صبح شام ایسی مدت میں چلتے ہو جس کا حال تم سے پوشیدہ ہے کہ وہ کب ختم ہو جائے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ یہ مدت احتیاط کے ساتھ ختم ہو جائے اور اللہ ہی کے ارادہ سے تم ایسا کر سکتے ہو۔ ایک قوم نے اپنے اوقات کو ایسے امور میں خرچ کر دیا جو ان کے لئے کار آمد نہ تھے اللہ جل شانہٗ نے تمہیں ان جیسا ہونے سے منع کیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تکونوا کالذین نسوا اللّٰہ فانسٰھم انفسھم۔ کہاں ہیں تمہارے وہ بھائی جن کو تم جانتے تھے۔ وہ اپنا اپنا زمانہ ختم کر کے چلے گئے۔ اور ان کے عمل ختم ہو گئے اور اب وہ اپنے اپنے عمل پر پہنچیں گے جیسے بھی کئے (اچھے کئے ہونگے تو مزے اُڑا رہے ہوں گے بُرے کئے ہوں گے تو ان کو بھگت رہے ہونگے) کہاں ہیں وہ گزرے ہوئے زمانہ کے جابر لوگ جنہوں نے بڑے بڑے شہر بنائے۔ اور اُونچی اُونچی دیواروں سے اپنی محافظت کی۔ اب وہ پتھروں اور ٹیلوں کے نیچے پڑے ہیں۔ یہ اللہ کی پاک کلام ہے کہ نہ اس کے عجائب ختم ہوتے ہیں نہ اس کی روشنی ماند پڑتی ہے۔ اس سے آج روشنی حاصل کر لو۔ اندھیرے کے دن کے واسطے اور اس سے نصیحت پکڑ لو۔ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کی تعریف کی پس فرمایا (انبیاء رکوع ۶) كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝

ترجمہ۔ وہ لوگ نیک کاموں میں دوڑتے تھے۔ اور ہم کو پکارتے تھے رغبت کرتے اور ڈرتے ہوئے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

اس کلام میں کوئی خوبی نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو اور اس مال میں کوئی بھلائی نہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ ہو اور وہ آدمی اچھا نہیں جس کا حلم اس کے غصّہ پر غالب نہ ہو۔ اور وہ آدمی بہتر نہیں جو اللہ کی رضا کے مقابلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا کرے۔

(تغابن ع ۲) إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ۔ اس کے سوا دوسری بات نہیں کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ پر درود شریف پڑھنا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ میں جب بھی مواجہہ شریفہ میں مزار اقدس پر حاضر ہوا روح پُر فتوح علیہ السلام کو عظیم الشان موج میں پایا - اور میں نے مشاہدہ کیا کہ زائرین صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ فرماتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں - اور اسی طرح پر اُن لوگوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ ہوتی ہے جو کہ آپ کی مدح کرتے ہیں - اور اُن سے خوش ہوتے ہیں - میں نے دیکھا کہ رُوح پُر فتوح کی موج نے تمام متصل مکان اور فضا کو بھر رکھا ہے - (انتہیٰ مختصراً بالمعنی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر مزار مقدس کے پاس صلوٰۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے تو روحانی سماع ہوتا ہے اور باعثِ جواب و دُعا بنتا ہے - اور اگر امکنہ بعیدہ سے صلوٰۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے تو ملائکہ سیاحین جو کہ اس خدمت کے لئے متعین ہیں پہنچاتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور جواب سے درود پڑھنے والے کو شرف حاصل ہوتا ہے -

درود شریف پڑھنے کے لئے قیام و قعود کی کوئی تخصیص نہیں ہے - جیسے کہ اس کے لئے کسی وقت اور مکان کی تخصیص نہیں ہے - مگر جس طرح امکنہ بخسبہ جو کہ مستوجب قلت مبالاۃ اور قلت ادب ہوں اس سے مستثنیٰ ہوں گے اسی طرح وہ اوقات جو کہ موجب اساءۃ ادب و قلت مبالات ہوں وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہوں گے - جیسے کہ فقہا نے تصریح فرمایا ہے - فتح دکان کے وقت میں تاجر کے متاع خریدار پر پیش کرنے کے وقت میں درود شریف پڑھنا قعدہ اولیٰ میں بعد التحیات پڑھنا یا خطبہ پڑھتے وقت مقتدی وغیرہ کو ممنوع ہے - اسی طرح کوئی ایسی ہیئت ہو کہ استخفاف اور قلت مبالات یا کسی دیگر محظور کو مستلزم ہو ممنوع ہوگی - اس کی تفصیل شامی (رد المختار حاشیہ در مختار ابن عابدین الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ) اور دیگر کتب میں موجود ہے -

بہر حال مواجہ شریفہ میں درود شریف اور صلوٰۃ و سلام عرض کرنا فقہا رحمہم اللہ تعالےٰ نے آداب زیارۃ میں کھڑے ہوکر ہی بتلایا ہے - اور سلف سے بھی یہی منقول ہے -

ماخوذ از مکتوبات مولانا و مخدومنا شیخ العرب والعجم امام المجاہدین حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم

(بقیہ اللہ کی راہ میں خرچ صفحہ ۱۷ سے آگے)

پڑ کر بھی اللہ کو یاد رکھے) اس کے لئے اللہ پاک کے پاس بڑا اجر ہے - پس جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی بات سنو اور مانو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہا کرو - یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوگا - اور جو شخص اپنے نفس کے شحؔ یعنی لالچ سے محفوظ رہا پس یہی لوگ فلاح کو پہنچنے والے ہیں -

شح بخل کا اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا - مال اور اولاد کے امتحان کی چیز ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ بات جانچنی ہے کہ کون شخص ان میں پھنس کر خدا کے احکام اور اس کی یاد کو بھلا دیتا ہے - اور کون شخص ان کے باوجود خدا کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور نمونہ کے لئے حضورؐ کا اسوہ حسنہ سامنے ہے یہاں کسی کے ایک دو بیبیاں ہوں گی - حضورؐ کے نو بیبیاں تھیں - اولاد بھی تھی بیٹیاں نواسے سب کچھ موجود تھا - حضورؐ کے علاوہ حضرات صحابہؓ کے حالات دُنیا کے سامنے ہیں - اور بہت تفصیل سے کتابوں میں موجود ہیں - حضرت انسؓ کی اولاد کا تو شمار ہی مشکل ہے - ایک موقعہ پر فرماتے ہیں کہ میری اولاد کی اولاد تو علیحدہ رہی خود بلا واسطہ اپنی اولاد میں سے ایک سو پچیس تو دفن کر چکا ہوں - اور جو زندہ رہے وہ ان کے علاوہ اور اولاد کی اولادیں مزید براں - اس کے باوجود اُن حضرات صحابہ کرام میں شمار ہے - جن سے اکثریت سے احادیث نقل کی گئیں اور جہاد میں کثرت سے شرکت کرتے رہے ہیں - اولاد کی اتنی کثرت نہ تو علم کی مشغولی سے مانع ہوتی نہ جہاد سے - حضرت زبیرؓ جس وقت شہید ہوئے نو بیٹے نو بیٹیاں اور چار بیویاں تھیں - اور بعض پوتے بعض بیٹوں سے بھی بڑے تھے - اور جن کا باپ کی زندگی میں انتقال ہو گیا وہ علیحدہ - اس کے باوجود نہ کبھی ملازمت کی نہ کوئی اور شغل - جہاد میں عمر گزاری - اسی طرح سے اور بہت سے حضرات کا حال ہے - کہ نہ مال ان کو دین سے مانع ہوتا تھا نہ اولاد کی کثرت - اور اُن میں سے جو لوگ تجارت پیشہ تھے اُن کے لئے تجارت بھی دین کے کاموں سے مانع نہ ہوتی تھی - خود حق تعالیٰ شانہ نے ان کی تعریف قرآن پاک میں فرمائی -

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ الآیہ (نور ع ۵)

وہ ایسے لوگ ہیں جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہیں روکتی - وہ لوگ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی - اور اس کا انجام یہ ہوگا کہ حق تعالےٰ اُن کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے گا - اور اُن کو اپنے فضل سے (بدلہ کے علاوہ انعام کے طور پر) اور بھی زیادہ دے گا - اس آیۃ شریفہ کی تفسیر میں بہت سے آثار ہیں یہ مضمون ذکر کیا گیا کہ جو لوگ تجارت کرتے تھے - تجارت اُن کو اللہ تعالےٰ کی یاد سے مانع نہ ہوئی تھی - جب اذان سُنتے فوراً اپنی اپنی دُکانیں چھوڑ کر نماز کے لئے چل دیتے - خدا ہم سب کو توفیق دے کہ ہم بھی اسی جذبہ کے ساتھ اپنے اپنے کام کاج چھوڑ چھاڑ کر دربارِ خداوندی میں حاضر ہو کر نماز پنجگانہ ادا کیا کریں - آمین ثم آمین -

(باقی باقی)

بچوں کا صفحہ

علمِ دین کا شوق

(از جناب صوفی محمد شفیع عمرالدین - دفتر دار میر پور خاص)

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس سرہ العزیز کی بچپن کی پاک زندگی کا ایک واقعہ آپ کی زبانی اس طرح بیان فرماتے ہیں :-

۱- میں اپنی والدہ محترمہ کے پاس گیا- اور عرض کی کہ مجھے اللہ تعالےٰ کے کام میں لگا دو- اور اجازت دو کہ بغداد جاؤں اور علم حاصل کروں اور نیکوں کی زیارت کروں ......

۲- والدہ محترمہ اُٹھیں - اسّی دینار لائیں جو میرے والد محترم ورثہ چھوڑ گئے تھے - چالیس دینار میرے بھائی کے لئے چھوڑے - اور چالیس دینار میرے کپڑے میں بغل کے نیچے سی دیئے - اور مجھے اجازت دیدی کہ سفر پر چلا جاؤں - اور مجھ سے وعدہ لیا کہ سب حالتوں میں سچ بولنا اور مجھے رخصت کرنے باہر آئیں - اور کہا - "میرے بیٹے ! جاؤ- میں نے خدا کے لئے تیرے ملنے کی امید چھوڑ دی - اور قیامت تک تیرا منہ نہ دیکھ سکوں گی -" میں ایک چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بغداد کی جانب چل پڑا- اور جب ہمدان سے گزرا تو ساٹھ سوار نکل آئے اور قافلے کو پکڑ لیا- اور کسی نے میری طرف توجہ نہ کی - اچانک ایک سوار میری طرف سے گزرا- اور بولا- او فقیر! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے جواب دیا چالیس دینار- کہا کہاں ہیں ؟ میں نے جواب دیا- کہ میری بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں -

اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں - اور مجھے چھوڑ دیا - اور چلا گیا -

۳- دوسرا سوار میرے پاس آیا - اس نے وہی سوال کیئے اور مجھ سے وہی جواب سُنے - اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا -

۳- یہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے - جو کچھ مجھ سے سُنا تھا وہ اُس کو سُنایا - اس نے مجھے طلب کیا - مجھے اس ٹیلے پر لے گئے - جدھر قافلے کا مال آپس میں بانٹ رہے تھے -

۴- پھر سردار نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے ؟ میں نے کہا چالیس دینار - پوچھا کہاں ہیں ؟ میں نے کہا کہ میری بغل کے نیچے کپڑے میں سلے ہوئے ہیں - اس نے حکم دیا میرا کپڑا پھاڑا جائے - جو میں نے کہا تھا وہ مل گیا -

۵- پھر مجھ سے پوچھا کہ کس بات نے تجھے اقرار کرایا- میں نے کہا کہ میری ماں نے سچ اور ٹھیک ٹھیک بولنے کا مجھ سے عہد لیا تھا - اور میں اس عہد میں خیانت نہیں کرتا -

۶- اب تو سردار رو پڑا- اور بولا کہ میں کتنی سال سے اپنے پروردگار کے عہد کی خیانت کر رہا ہوں - اور میرے ہاتھ پہ توبہ کی- اس کے ساتھیوں نے کہا - تو لوٹ مار میں بھی ہمارا سردار رہا- اب توبہ میں بھی ہمارا رہنما بن - سب نے میرے ہاتھ پہ توبہ کی - اور جو کچھ قافلہ سے لوٹا تھا وہ لوٹا دیا- میرے ہاتھ پہ پہلے توبہ کرنے والے یہ تھے - (ترجمہ از نفحات الانس نول کشور صفحہ ۳۳۱)

اس واقعہ میں ہمارے لئے بڑے سبق ہیں - مثلاً

(۱) بچپن ہی سے دین کے علم کا شوق رکھنا چاہیئے -

(۲) دین کا علم حاصل کرنے کے لئے والدین کو اولاد کو گھر سے باہر بھیجنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ محسوس کرنی چاہیئے -

(۳) جھوٹ کبھی بھی نہ بولنا چاہیئے خواہ کتنا ہی خطرہ ہو یا نقصان ہوتا ہو-

(۴) نیکی کی بات اپنے سے کم عمر والے سے بھی ملے تو اس پہ عمل کرنا چاہیئے -

(۵) اللہ تعالےٰ کے عہد کا خیال رکھنا چاہیئے -

(۶) گناہوں سے توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۳۱ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۲۷۳۰-۲۷۸۱ - مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ ۵ روپے
ششماہی ۳ روپے
فی پرچہ ۲ آنے

ہفتہ وار خبریں

—— کراچی ۲۰ - مئی - پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون نے ایک بیان میں بھارت کو پیش کش کی ہے کہ اگر بین الاقوامی سمجھوتوں پر پابندی کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر سے اپنی فوجیں ہٹالے تو پاکستان بھی اپنی فوجیں ہٹانے کے لئے تیار ہے۔

—— کراچی - ۲۱ - مئی - مرکزی وزیر مملکت مسٹر نور الرحمٰن نے یہاں اعلان کیا کہ پاکستان اپنے تجارتی بیڑے کو مضبوط بنانے کے لئے امریکہ سے چھ لبرٹی قسم کے جہاز خریدنے کے امکانات کا جائزہ لے رہا ہے۔

—— راولپنڈی ۲۲ - مئی - وزیر صنعت جناب ابو المنصور احمد نے آج صبح مری میں چھوٹی صنعتوں اور دستی کھڈیوں کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی حکومت نے ہر دو صوبوں میں صنعتی کارپوریشن کے قیام کے لئے تعمیری منصوبوں کے قرضوں کے فنڈ میں سے ہر دو صوبوں کے لئے ایک ایک کروڑ روپیہ مخصوص کیا ہے۔

—— کراچی ۲۴ - مئی - جناب پیر احسن الدین نے آج اعلان کیا ہے کہ سال رواں کے دوران مغربی پاکستان میں گزشتہ سال کی بہ نسبت گندم کی پیداوار میں پانچ لاکھ ٹن اضافے کی زبردست توقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے خریداری کی مہم کو کامیاب بنانے اور کاشتکاروں کے مفاد کے پیش نظر گندم کی قیمت خرید ۱۰ روپے فی من کی بجائے ساڑھے گیارہ روپے فی من مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے۔

—— الجزائر ۲۰ مئی گزشتہ ۴۸ گھنٹوں کے دوران الجزائر میں ۱۲۰ حریت پسند شہید ہوگئے۔ فرانسیسی فوج کے ۱۲ سپاہی ہلاک اور تین شدید مجروح ہوئے۔







پرنٹر پبلشر عبداللہ انور نے ... چھپوا کر دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع کیا